

اتفاق نہیں کرتے لیکن اس عدم اتفاق کا نتیجہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ آپ ہم پر اس جرم کا الزام لگائیں جو واقعی ہم نے نہیں کیا ہے۔ آپ اگر مسلک اعتدال پر کوئی تنقید فرمائیں تو میرے لیے باعث شکر گذاری ہوگا۔ مجھ پر غیر عقلی واضح ہوگئی تو اسے ان لینے میں کئی نال نہ ہوگا اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم میں صرف اس غرض کے لیے ترجمان القرآن میں جگہ دے دوں گا کہ اس کے بعد آپ یا آپ کے ہم خیال حضرات کے لیے کسی شکایت کی گنجائش نہ رہے۔ اس امر کا فیصلہ میں مضمون کو دیکھنے کے بعد کر دوں گا کہ آیا مجھے اس پر کچھ عرض کرنا چاہیے یا صرف اس کو رسالہ میں شائع کر دینے پر اکتفا کرنا چاہیے۔

فرقہ بندی کے معنی

سوال :- آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو سختی کے ساتھ فرقہ بندی سے منع کرتے ہیں۔ اس ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ آخر صوم و صلوة و حج و غیرہ ارکان کو کسی نہ کسی مسلک کے مطابق ہی ادا کرنا ہوگا تو پھر تباہی کے کوئی مسلمان فرقہ بندی سے کیسے بچ سکتا ہے؟ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ جو جیہ کی رائے کے کہ قرآن و حدیث کے موافق جو مسئلے اس پر حل کیا جائے، بجز اہل حدیث کے کسی فرقہ کے ان جملہ جزئیات میں قرآن و حدیث سے مطابقت نہیں پائی جاتی۔ پس میں نے فی الجملہ مسلک اہل حدیث کو اپنے لیے پسند کیا ہے۔ چکی میں بھی فرقہ بندی کے الزام کا مورد ٹھہروں گا۔

جواب :- فقہ میں اپنی تحقیق یا کسی عالم کی تحقیق کی پیروی کرتے ہوئے کوئی ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس کے لیے شریعت میں گنجائش موجود ہو، فرقہ بندی نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی قباحت واقع ہو سکتی ہے۔ اس طریقے سے مختلف لوگوں کی تحقیقات اور ان کے طرز عمل میں جو اختلاف واقع ہوتا ہے وہ مذہب و فرقہ و اختلاف نہیں ہے جس کی برائی قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ ایسے اختلافات خود صحابہ کرام اور تابعین میں رہ چکے ہیں۔ دراصل فرقہ بندی جس چیز کا نام ہے وہ یہ ہے کہ فروع کے اختلافات کو اہمیت دے کر اصولی اختلاف بنا دیا جائے اور اس میں اتنا غلو کیا جائے کہ اسی پر الگ الگ گروہ بنیں اور ہر گروہ اپنے مسلک کو بمنزلہ دین قرار دیکر دوسرے گروہوں کی تکفیر و تفسیل کرنے لگے، اپنی نمازیں اور سجدیں الگ کر لے، شادی بیاہ اور معاشرتی تعلقات میں بھی علیحدگی اختیار کر لے اور دوسرے گروہوں کے ساتھ اس کے سارے جھگڑے اپنی فروعی مسائل پر ہوں حتیٰ کہ اصل دین کے کام میں بھی دوسرے گروہوں کے ساتھ اس کا تعاون نامکن ہو جائے۔ اس قسم کی فرقہ بندی اگر پیدا نہ ہو اور فروع کو صرف فروع کی حیثیت میں ہی رہنے دیا جائے تو مسائل فقہ میں مختلف مسلکوں کے لوگ اپنے اپنے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے بھی ایک ساتھ جماعت میں منسلک رہ سکتے ہیں۔

فقہی اختلافات کی بنا پر نمازوں کی علیحدگی

سوال :- فقہی اختلافات کی بنا پر بعض محدثوں میں خفی، اہلحدیث اور ناشی حضرات متحدہ متحدہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک گروہ اولیٰ نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے اور دوسرا آخر کو افضل سمجھتا ہے۔ اب ان سب کا مل کر ایک جماعت میں نماز پڑھنا کی نہ کسی فضیلت نماز سے محکم کہی کرے گا اگر فضیلت نماز کوئی اہمیت ہے تو پھر آپ کیوں اس ایک ہی جماعت کے اصول پر اتنا زور دیتے ہیں؟

جواب :- آپ کے نزدیک اگر کسی وقت پر نماز پڑھنا افضل اور ادلیٰ ہو اور دوسرے مسلمانوں کے نزدیک کسی دوسرے وقت میں پڑھنا افضل ہو تو اس اختلاف کی بنا پر جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھنا یا اپنے ہم خانوں کی جماعت الگ قائم کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ افضل وقت کو چھوڑنے

کی برائی سے جماعت کو ترک کرنے اور جماعتیں الگ کر لینے کی برائی زیادہ ہے۔

سوال :- ایک صاحب نے ہمارے ایک سوال کے جواب میں آپ کا ردایتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ غیر صالح عقیدہ لوگوں کے پیچھے بھی عام مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہیے اور تفرقہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہیں یاد ہے کہ اپنے ایک خط میں ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ جس شخص کے تعلق شرکاء نہ تھا نہ رکعت بالکل متفق ہو جائے اس کے پیچھے تو نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے مگر جس شخص کے عقائد کی حقیقت معلوم نہ ہو اس کی امامت میں نماز پڑھنا چاہیے۔ ان دونوں جوابات میں جو فرق ہے اس کی وجہ سے یہاں بہت پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ ذرا وضاحت کے ساتھ صحیح مسلک کی نشاندہی فرمائیے۔

جواب :- آپ کو جو جواب یہاں سے دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ کوئی صریح شرکاء نہ فعل یا قول یا عقیدہ جس کے لیے تاویل کی قطعاً گنجائش نہ ہو اور جس کے ماننے والے یا کرنے والے کے لیے یہ فیصلہ کیے بغیر بارہ ہجرت کے دور کو دہرائے اسلام سے خارج ہے، ایسے قول یا فعل کے ترک کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے لیکن عام طور پر مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان بحثوں اور مناظروں اور نزاعوں نے یہ کیفیت پیدا کر دی ہے کہ ہر گروہ دوسرے کو گمراہ ٹھہرانے اور اس سے دور جانے کے لیے دلیلیں ڈھونڈتا ہے اور بات بات پر فتنے بنتے ہیں، مسجدیں الگ ہوتی ہیں اور شادی بیاہ کے تعلقات منقطع ہوتے ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جو لوگ سب کی اصلاح کے لیے اٹھیں ہوں ان کے لیے صحیح طریقہ یہی ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان میں جو اخلاقی اور اعتقادی خرابیاں پائیں ان کو ہر دلی اور محبت کے ساتھ دھکیلنے کی کوشش کریں۔ ورنہ نمازیں الگ کر لینے کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ ہم بھی ایک فرقہ بن کے رہ جائیں گے اور ہمارے اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو جائے گی جسے عبور کرنا محال ہو جائے گا۔

رباہ اندیشہ کہ جس شخص کو آپ اپنے نزدیک گمراہی اور شرک میں مبتلا پاتے ہیں اس کی نماز چونکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق مقبول نہیں ہے اس لیے اگر آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو آپ کی نماز نہ ہوگی، تو یہ اصل غلط ہے۔ اول تو آپ یہ فیصلہ کرنے کے مجاز ہی نہیں ہیں کہ کس کی نماز مقبول ہوگی اور کس کی نہ ہوگی۔ اپنے فیصلہ کرنے کے بجائے زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی نماز کی مقبولیت کے لیے بھی دعا کریں اور دوسروں کی نماز کی مقبولیت کے لیے بھی۔ دوسرے یہ کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ پوری جماعت کی نماز امام کی نماز کے ماتحت ایک جگہ ٹھکی شکل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئی ہو یا اگر امام کی نماز مقبول نہ ہو تو ہمارے مقتدیوں کی نماز بھی غیر مقبول ہو جائے۔ جماعت کی پابندی تو مسلمانوں کو ایک امت بنانے کے لیے ہے اور نہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فرد کی نماز انفرادی حیثیت ہی سے خدا کے حضور پیش ہوتی ہے اور اگر وہ مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال مقبول ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔

سوال :- یہ بات جس فرقے سے تھا کہ بعض سنی علماء و فاضلین کرتے ہیں کہ جب آپ فقہی مسلک میں ارکان کو آزادی دیتے ہیں اور واقعہ فتنی معاملات میں مختلف گروہ اتحاد میں آتے ہیں تو یہاں پر جماعت کی سب کی شرکت کو لازمی کیوں قرار دیتے ہیں؟ خود نماز سے متعلق مسائل میں بہت اختلافات ہیں اور ان کی بنا پر لوگ اپنی نمازیں الگ پڑھنا چاہتے ہیں۔

جواب :- فقہی اختلافات کی بنا پر نمازوں کو الگ کرنے کا کوئی ثبوت سلف میں نہیں ہے۔ یہ فقہی اختلافات صحابہ کرام کے درمیان بھی تھے اور تابعین کے درمیان بھی اور سنی تابعین کے درمیان بھی لیکن یہ سب لوگ ایک ہی جماعت میں نماز پڑھتے تھے یہی طریقہ ائمہ مجتہدین کا بھی رہا۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ نماز دین کی بنیادوں میں سے ہے اور فقہی اختلافات بہر حال فروعی ہیں۔ ان فروعی اختلافات کی بنا پر نمازیں الگ کرنا تفرقہ فی الدین ہے جس کو قرآن نے گمراہی قرار دیا ہے۔ نمازیں الگ کر لینے کے بعد مسلمانوں کی ایک امت نہیں رہ سکتی اور اس کا امکان نہیں ہے کہ جو لوگ مل کر نماز نہیں پڑھ سکتے وہ دین کو قائم کرنے اور قائم رکھنے کی سعی میں متحد ہو کر کام کر سکیں گے۔ یہ چیز اب نظری نہیں رہی ہے بلکہ صدیوں کے عملی تجربے سے اسے ثابت کر دیا ہے۔ لہذا جو لوگ اپنے فتنی اختلافات کی وجہ سے نمازوں کی متحدگی پر اصرار کرتے ہیں وہ دراصل دین کی بڑی ضرب لگاتے ہیں۔